رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

REGD No.P.67

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۶

شمارہ ۲۸

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۸ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۳ وفا ۱۳۴۶ ہش	۴ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ	۱۳ جولائی ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۱ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۶ جولائی کو سفر یورپ کے لئے صبح دس بجے کے قریب جناب ایکسپریس سے ربوہ سے کراچی روانہ ہو گئے۔ کراچی غالباً ۸ کو یورپ کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لے جانے کا پروگرام تھا۔ یہ مختصر قافلہ چار افراد پر مشتمل ہے یعنی سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر، مولوی محمد صادق صاحب سابق مبلغ سماٹرا انچارج شعبہ زود نویسی اور صد بیلار عبدالمنان صاحب محافظ خاص حضور کی حرم اور بیگم صاحبہ مرزا مبارک احمد صاحب۔ ابھی تفصیلی کوائف الفضل میں شائع ہو کر یہاں موصول نہیں ہوئے اس لئے اگلے پرچے میں تفصیل دی جائے گی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کے اس نئی سفر کو ہر طرح بابرکت بنائے اور حضور ہی سب کا حافظ و ناصر ہو اور فائز المرامی سے واپس لائے۔ آمین۔

قادیان ۱۱ جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

مسجد احمدیہ فضل لنڈن میں

ہز ایکسیلنسی صدر لائبیریا اور محترم جناب گورنر جنرل گیمبیا کی تشریف آوری

مغربی ممالک میں سب سے پہلا احمدیہ مسلم مشن لنڈن میں کھولا گیا۔ جماعت کی طرف سے بیرونی ممالک میں جو مساجد کی تعمیر کا ایک وسیع پروگرام جاری ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلی احمدیہ مسجد بھی اسی جگہ تعمیر ہوئی جس کے جملہ اخراجات جماعت کی خواتین نے برداشت کئے۔ اور آج یہ مسجد اور احمدیہ مشن مرکز تبلیغ لنڈن میں اعلاء کلمۂ توحید کا فریضہ بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہا ہے جس کی تبلیغی مساعی کی کارگذاری وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہے۔

ماہ جون ۱۹۶۷ء کے آخری ہفتہ دو اہم شخصیتیں احمدیہ مسجد لنڈن میں تشریف لائیں ان میں پہلے نمبر پر لائبیریا کے صدر محترم ہیں۔ لائبیریا میں بھی جماعت کا مشن کام کر رہا ہے جس کی حسن کارکردگی کے بارہ میں صدر صاحب موصوف نے بڑے اچھے الفاظ میں تذکرہ فرمایا۔ دوسرے معزز مہمان گیمبیا کے قابل احترام گورنر جنرل تھے۔ آپ وہ خوش قسمت احمدی ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کے اولین مصداق ہیں۔ ہر دو معززین کی تشریف آوری کے سلسلہ میں لنڈن میں ہمارے نامہ نگار جناب خواجہ نذیر احمد صاحب کی طرف سے جو مختصر مگر ایمان افروز رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے — (ایڈیٹر)

(۱)

مسجد احمدیہ لنڈن میں صدر صاحب لائبیریا کی آمد

لنڈن ۱۰ جون (بذریعہ ڈاک) مسجد احمدیہ لنڈن کے امام جناب بشیر احمد رفیق صاحب کی دعوت پر ۲۸ جون ۱۹۶۷ء کو لائبیریا کے صدر ہز ایکسیلنسی ٹب مین مشن ہاؤس تشریف لائے۔ صدر دروازہ پر جناب امام صاحب و چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے جماعت کے دیگر احباب کے ہمراہ معزز مہمان کا استقبال کیا۔ ہز ایکسیلنسی صدر لائبیریا کے ہمراہ لائبیریا کے سفیر متعینہ لنڈن اور لائبیریا کے نائب وزیر خارجہ کے علاوہ لائبیریا کی مسلح افواج کے دو جنرل اور اعلیٰ افسران بھی شامل تھے۔

امام صاحب کی معیت میں صدر صاحب اور ان کی پارٹی مسجد دیکھنے کے لئے گئی۔ صدر صاحب مسجد کے اندر قریب دس منٹ ٹھہرے۔ دوران قیام جناب چوہدری صاحب اور امام صاحب سے مصروف گفتگو رہے۔

بعد ازاں ساری پارٹی نے جماعت احمدیہ لنڈن کی طرف سے مشن ہاؤس میں ترتیب دی ہوئی دعوت عشائیہ میں شرکت کی۔ استقبالیہ ایڈریس میں جناب امام صاحب نے کہا کہ صدر صاحب کی تشریف آوری جماعت احمدیہ انگلستان کیلئے نہایت خوشی اور فخر کا موجب ہے۔ اور اس بات کا اظہار کیا کہ جناب ٹب مین کی قیادت میں لائبیریا روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور جس قدر عزت اور مقبولیت جناب صدر صاحب نے اپنے ملک کے باشندوں میں حاصل کی ہے اس کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

لائبیریا کے صدر نے جماعت احمدیہ لائبیریا کی کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میرے ملک اور قوم کی تعلیمی اور سماجی ترقی کے لئے جو خدمات اس جماعت نے دی ہیں اس کی بہت قدر کرتا ہوں۔

قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

عشائیہ کے اختتام پر جناب امام صاحب نے جناب صدر صاحب کی خدمت میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ جو موصوف نے خوشی کے ساتھ قبول فرمایا۔ قرآن مجید کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی کتاب "ISLAM ITS MEANING FOR THE MODERN MAN" بھی جناب کو پیش کی گئیں۔ دعوت عشائیہ میں مقامی جماعت کے تقریباً پچیس ۲۵ افراد نے شرکت کی۔

(۲)

گیمبیا کے گورنر جنرل کی تشریف آوری

لنڈن ۲ جولائی (بذریعہ ڈاک) گیمبیا کے گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی ایف۔ ایم۔ سنگھاٹی اپنے دورہ انگلستان کے دوران مورخہ ۲۳ جون نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد احمدیہ لنڈن تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت ہیگ ہالینڈ نے پڑھا۔ نماز کے بعد ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل تھوڑی دیر مسجد میں ٹھہرے آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی نماز کے لئے تشریف لائیں۔ اگلے روز ہفتہ کے دن جماعت احمدیہ انگلستان کی طرف سے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

سفر یورپ پر روانگی سے قبل

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا احباب جماعت سے دردانگیز خطاب

سفر کے الٰہی مقاصد میں کامیابی کیلئے دعاؤں کی پُرزور تحریک

یورپ کے سفر پر جانے سے ایک روز قبل مورخہ ۵ر جولائی کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اہل ربوہ اور بیرونجات سے آئے ہوئے احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور ان کے خطاب فرما کر سفر کے الٰہی مقاصد میں کامیابی کے لئے دعاؤں کی پُرزور تحریک فرمائی۔

نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا بعدہٗ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی اُس دعائیہ نظم کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے گئے جو سیدہ موصوفہ نے ۱۹۲۴ء میں جب حضور بغرضِ تبلیغ انگلستان تشریف لے گئے تھے۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب سے خطاب فرماتے ہوئے سفر یورپ کے الٰہی مقاصد بیان فرمائے نیز احباب سے حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرنے کی پُرزور تحریک فرمائی حضور کا یہ دردانگیز خطاب قریباً ۲۵ منٹ تک جاری رہا۔

حضور نے خلافت کے ساتھ دلی وابستگی اور اطاعت کی اہمیت نیز اس کی عظیم الشان برکات کا اختصار سے ذکر کرنے کے بعد اس امر پر روشنی ڈالی کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندہ کو منصب خلافت پر فائز کرتا ہے ایک طرف اس کے دل میں اپنے متبعین کے لئے ہمدردی و غم خواری کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے تحت وہ ہر دم ان کے لئے دردمندانہ دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ دوسری طرف بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کا شدید جذبہ اس کے دل کو ہمیشہ گداز رکھتا ہے۔ وہ بنی نوع انسان کی بے راہ روی اور غفلت کو دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر گھل رہا ہوتا ہے کہ نوع انسان کا کیا بنے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمدردی نوع انسان کے اسی شدید جذبہ کے تحت میں یورپ کا سفر اختیار کر رہا ہوں جو کل صبح سے شروع ہونے والا ہے۔ میرا یہ جذبہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں یورپ کے لوگوں تک وہ بات پہنچاؤں جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو دی اور دنیا کا ایک بڑا حصہ ابھی تک اس سے غفلت اور لاپرواہی برت رہا ہے۔ اور یکسر بے خبری کی حالت میں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس انتہائی اہم بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلبۂ اسلام کی بشارتوں کے ساتھ ساتھ دنیا میں آئندہ رونما ہونے والے جن سیاسی انقلابات اور ان انقلابات کی وجہ سے پیدا ہونے والے غیر معمولی حالات کی خبر دی تھی۔ ان سیاسی انقلابات کو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھتے چلے آ رہے ہیں اسی تعلق میں حضور علیہ السلام نے بعض عالمگیر تباہیوں کی بھی خبر دی تھی۔ ان میں سے ایک تباہی پہلی جنگ عظیم کی شکل میں ظاہر ہوئی اور دوسری تباہی دوسری جنگ عظیم کی شکل میں رونما ہوئی۔ ایک تیسری عالمگیر تباہی ابھی آنی مقدر ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا ہے کہ دنیا میں بلا سے کے علاقے ایسے ہوں گے جن سے زندگی یکسر ختم ہو جائے گی۔ صرف انسان ہی نہیں کوئی جاندار بھی ان میں باقی نہیں رہے گا۔ میرے دل میں درد ہے کہ دنیا کے لئے ایک ہولناک تباہی مقدر ہے اور دنیا کی قومیں اس سے بے خبر ہیں۔ میرا فرض ہے کہ میں انہیں بتاؤں کہ ان کے لئے ایک عظیم تباہی مقدر ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اس راستہ کو اختیار کریں جس پر چل کر وہ اس تباہی سے بچ سکتے ہیں اور وہ راستہ یہی ہے کہ وہ اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آئیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہوں اور پاک دل اور پاک ارادہ ہو کر آستانۂ الوہیت پر گر پڑیں۔ اور خدا کی امان کے نیچے جمع ہوں۔ ضروری ہے کہ ان قوموں کو وقت سے پہلے خبردار کیا جائے۔ تا ان پر اتمام حجت ہو جائے یہی میرے اس سفر کا مقصد ہے۔ میں اس مقصد کی تکمیل کے لئے خود بھی دعا کر رہا ہوں۔ اور آپ میں سے ہر ایک سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی پورے درد کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو میری آواز پر کان دھرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرنے والے اعمال بجا لانے کی توفیق سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے اور اس کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنے کے لئے یہ سفر اختیار کیا جا رہا ہے۔ نیز اس لئے اختیار کیا جا رہا ہے کہ ان قوموں کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شناخت اور محبت پیدا ہو اور وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے لگیں۔

حضور نے فرمایا۔ میں نے اپنے جذبات پیش کر دیئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس مقصد کے حصول میں میرے ممد و معاون اور انصار بنیں گے۔ خدائی تصرف کے نتیجہ میں میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے دعائیں کروں۔ میری نمازوں کے سجدے آپ لوگوں اور دیگر بنی نوع انسان کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ میں اس حق کو ادا کرتا ہوں جو آپ کا مجھ پر ہے اس کے لئے کسی اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر میرے مولیٰ کے پاس ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس تعلق میں جو فرض آپ پر عائد ہوتا ہے وہ آپ پورا کریں۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ لوگ میرے مقاصد کے حصول کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ بڑی توجہ کے ساتھ اور تمام لوازم اور شرائط کی پابندی کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں گے۔

اس دردانگیز خطاب کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین جن سے مسجد کا اکثر حصہ پُر تھا شریک ہوئے بعدہٗ حضور نے جملہ حاضرین کو جو کئی ہزار افراد پر مشتمل تھے باری باری شرف مصافحہ بخشا۔ مصافحوں کا سلسلہ پونے نو بجے تک جاری رہا جس سے فارغ ہونے کے بعد جملہ حاضرین نے حضور ایدہ اللہ کی اقتدا میں عشاء کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوئی۔

(الفضل ۷/۷)

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں!

ہفتہ زیر اشاعت قادیان سے متعلق چیدہ چیدہ مقامی خبریں درج ذیل ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ بخیر و عافیت ہیں۔

۲۔ مورخہ ۷/۷ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ جو اسی پرچہ میں شائع ہو رہا ہے پڑھ کر سنایا۔ اور حضور کے سفر یورپ کے بابرکت ہونے اور بخیریت واپس تشریف لانے کے لئے احباب میں دعا کی تحریک فرمائی۔

۳۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی ناسازی طبع ہیں آپ ہائی بلڈ پریشر کے سبب دیر سے بیمار چلے آ رہے ہیں آپ کی عیادت کے لئے آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کی بیٹی مع چند بچوں کے پاکستان سے پاسپورٹ پر تشریف لائی ہوئی ہیں۔ احباب بھائی صاحب کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

۴۔ جناب ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ہیڈ آف دی اردو ڈیپارٹمنٹ پٹنہ یونیورسٹی بہار۔ پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب ہیڈ آف دی اردو ڈیپارٹمنٹ گیا بہار مورخہ ۷/۴ کو سرینگر سے واپسی پر اپنی بیگمات اور بعض عزیزات کے ساتھ قادیان تشریف لائے۔ اور مورخہ ۷/۷ کو واپس بہار تشریف لے گئے۔ آپ دونوں حضرات سرینگر یونیورسٹی کی طرف سے اردو سے متعلق

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

مجوزہ سفرِ یورپ کے لئے احباب خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت کرے

ہماری جماعت کے احباب کا یہ پہلا اور آخری فرض ہے کہ وہ توحیدِ خالص کو اپنے نفسوں میں اور اپنے ماحول میں قائم کریں

مَیں بد رسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہر احمدی گھرانہ میرے ساتھ اس میں شریک ہوگا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ر جون ۱۹۶۷ء

مرتبہ:۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ساٹری

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلے چند دن سے دورانِ سر اور بلڈ پریشر کی زیادتی اور گرمی اور رڈی پریشن کی وجہ سے مجھے تکلیف رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے اور بہت سا افاقہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تکلیف کا ایک حصہ باقی ہے۔ آج گرمی بھی بڑی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ جس حد تک ممکن ہو آج کے خطبہ کو مختصر کروں۔

قبل اس کے کہ میں اپنے اصل مضمون کی طرف آؤں۔ میں

احباب سے دعا کی درخواست

کرنا چاہتا ہوں۔ دوست جانتے ہیں کہ یورپ میں انگلستان کے علاوہ ہماری پانچویں مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہے اور ۲۲ر جولائی کا دن اس کے افتتاح کے لئے مقرر ہوا ہے وہاں کے دوستوں کی یہ خواہش تھی کہ میں خود اس مسجد کا افتتاح کروں اور جب ہم اس تجویز پر غور کر رہے تھے تو دوسرے ممالک جو یورپ میں ہیں جہاں ہمارے مبلغ ہیں اور مساجد ہیں اُنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر افتتاح کے لئے آپ نے آنا ہے تو اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے

تمام مشنز کا دورہ

بھی کریں۔ حالات کو دیکھیں، ضرورتوں کا پتہ لیں اور اس کے مطابق سکیم اور منصوبہ تیار کریں۔ پھر انگلستان والوں کا یہ مطالبہ تھا کہ اگر یورپ میں آنا ہے تو انگلستان کو بھی جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف لنڈن میں قریباً پانچ سو احمدی موجود ہیں۔ بڑی جماعت تو لنڈن میں پائی جاتی ہے۔ لیکن بعض دوسرے مقامات پر خاصی بڑی جماعتیں پائی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں بعض دوستوں کو دعا کے لئے اور استخارہ کے لئے میں نے لکھا تھا بہت سی خوابیں تو بڑی مبشر آئی ہیں۔ بعض خوابیں ایسی بھی (جن میں سے بعض تو میں نے دیکھی ہیں) جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

واپسی پر راستہ میں شائد کچھ تکلیف

بھی ہو لیکن وہ قادر و توانا ہو وقت سے پہلے اس تکلیف کے متعلق اطلاع دے سکتا ہے وہ اگر چاہے تو ان تکالیف کو دُور بھی کر سکتا ہے اور اسی سے نصرت اور امداد کے ہم طالب ہیں۔

پس میں چاہتا ہوں کہ تمام دوست اس سفر کے متعلق دعائیں کریں اور خدا تعالیٰ سے خیر کے طالب ہوں اگر یہ سفر مقدر ہو تو

اسلام کی اشاعت اور غلبہ کے لئے خیر و برکت کے سامان

پیدا ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ سیر و سیاحت کی کوئی خواہش دل میں نہیں نہ کوئی اور ذاتی غرض اس سے متعلق ہے دل میں صرف ایک ہی تڑپ ہے اور وہ یہ کہ میرے ربّ کی عظمت اور جلال کو یہ قومیں بھی پہچاننے لگیں۔ جو سینکڑوں سال سے کفر اور شرک کے اندھیروں میں بھٹکتی پھر رہی ہیں اور انسانیت کے محسنِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں قائم ہو جائے تا کہ وہ ابدی زندگی اور ابدی حیات کے وارث ہونے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ تا ان کی بدبختی دور ہو جائے تا شیطان کی لعنت سے وہ چھٹکارا پائیں تا شرک کی نحوست سے وہ آزاد ہو جائیں تا بد رسوم کی قید سے وہ باہر نکالے جائیں اور

خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی محبت

اور اس کے حُسن اور اس کے احسان اور اس کے نور کے جلوے وہ دیکھنے لگیں تا وہ وعدہ پورا ہو جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے دیا تھا کہ میں تیرے فرزندِ جلیل کے ذریعہ سے تمام قوموں کو تیرے پاؤں کے پاس لا جمع کر دوں گا، تا وہ دل جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے نا آشنا ہیں اور وہ زبانیں جو آپ پر طعن کر رہی ہیں وہ دل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے بھر جائیں اور ان زبانوں پر درود جاری ہو جائے اور تمام ملکوں کی فضا نعرہ ہائے تکبیر اور درود سے گونجنے لگے اور وہ فیصلے جو آسمان پر ہو چکے ہیں زمین پر جاری ہو جائیں۔

پس میری درخواست ہے تمام احبابِ جماعت سے اپنے بھائیوں سے بھی اور بہنوں سے بھی، بڑوں سے بھی اور چھوٹے بچوں سے بھی کہ وہ

ان دنوں خاص طور پر دعا کریں

کہ اگر یہ سفر مقدر ہو تو اللہ تعالیٰ پوری طرح اسے بابرکت کرے اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اسلام کو اس سفر کے ذریعہ سے ہو اور اس عاجز اور کم مایہ انسان کی زبان میں ایسی برکت اور تاثیر رکھے کہ خدا کی توحید کے جو بول میں وہاں بولوں وہ لوگوں کے دلوں میں اثر کرنے والے ہوں اور میری حرکت اور سکون کا اثر ان کے اوپر ہو اور وہاں ان کے دل اپنے ربّ کی طرف، اور قرآن کریم کی طرف اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اسلام کی طرف متوجہ ہونے لگیں اور غفلت کے جو پردے ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں اور ان کی عقلوں پر پڑے ہوئے ہیں خدا ان پردوں کو اُٹھا دے اور خدا کا حُسن اور اس کا جلال نمایاں ہو کر اُن کی آنکھوں کے سامنے بصارت اور بصیرت کے سامنے چمکنے لگے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حسین چہرہ ان کے سامنے کچھ اس شان کے ساتھ ظاہر ہو جائے کہ وہ تمام دوسرے حسنوں کو بھول جائیں اور اسی کے ہو کر رہ جائیں۔ پس دعائیں کریں بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو مبارک کرے اور اللہ تعالیٰ میری غیر حاضری میں بھی

جماعت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے

وہی سب کا بچانے والا ہے لیکن دل جہاں آپ کی جدائی سے غم محسوس کرتا ہے وہاں یہ خیال بھی آتا ہے کہ ایسے موقعہ پر بعض منافق فتنے بھی پیدا کیا کرتے ہیں۔ تو جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے منافقوں کو نور آ دبا دے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر بعض منافق طبع فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر شروع میں ہی ان کو اس رنگ میں سمجھا دیا جائے کہ [illegible]

خدا کے فضل سے اتنی مضبوط ہے کہ تمہارے فتنوں سے متاثر ہوگی۔ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں سزا دینے والے بھی یہاں موجود ہیں تو پھر یہاں تک نوبت نہیں پہنچی کہ ضرور ایسے لوگوں کو سزا دی جائے ان کو سمجھ آجاتی ہے کہ ہماری دال اس قوم میں گلتی نہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ٹس جماعت ہے

قربانی کرنے والی جماعت ہے

حالات کو سمجھنے والی جماعت ہے شیطان جن راہوں سے دل کے اندر گھس کے وسوسے پیدا کرتا ہے ان راہوں کو پہچانتی ہے اور شیطان کی جو دھیمی آواز ہے اس سے اچھی طرح واقف ہے کیونکہ وہ اس پُر شوکت آواز سے واقف ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے تو جس آواز میں شوکت نہ ہو، عظمت نہ ہو، وہ سرور اور لذت نہ ہو۔ اس کو یہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے خدا کی آواز نہیں ہے، یہ صرف شیطان کی آواز ہے، اگر یہ چیزیں ایسے لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر بہت سے فتنوں سے جماعت بچ جاتی ہے۔

تو اس خیال سے بھی تشویش پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے یہ طبعی چیز ہے لیکن جو علم مجھے ذاتی مشاہدہ اور اللہ تعالیٰ کے سمجھانے پر اس جماعت کے متعلق رکھتا ہوں۔ اس سے مجھے یہ تسلی ہے کہ خواہ کتنا ہی بڑا فتنہ ہو۔ انشاء اللہ اسی کے فضل کے ساتھ یہ جماعت اس قسم کی باتوں سے متاثر ہونے والی نہیں لیکن بہرحال

چوکس اور ہوشیار رہنا چاہیئے

تو یہ سوچ کے کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا اور اس سفر میں اس نے برکت مقدر کی اور اس کے سامان پیدا کر دیئے کم و بیش ایک ماہ کے لئے آپ سے دور رہنا پڑے گا۔ طبیعت میں ایک اداسی بھی ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک تشویش کا رنگ بھی ہے گو اس کے ساتھ امید بھی ہے کہ جماعت اس قسم کی باتوں کو کبھی پنپنے نہیں دے گی بہر نوع کی بول

بہرحال میں درخواست کرتا ہوں آپ سب سے بھائیوں سے بھی بہنوں سے بھی بڑوں سے بھی اور چھوٹوں سے بھی کہ ان ایام میں خاص طور پر بہت دعائیں کریں۔ ایک یہ کہ اگر یہ سفر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے اظہار کا موجب بننا ہو اور اسلام کی شوکت اس سے ظاہر ہونی ہو تو مجھے اس سفر پر جانے کی توفیق ملے اور جب میں جاؤں تو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ

وہ پیغام جو حقیقتاً خدا کا پیغام ہے

جسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لے کے آئے جسے دنیا اب بھول چکی تھی اور اب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل کی حیثیت سے دنیا پر ظاہر ہوئے وہ پیغام دنیا کو پہنچایا۔ اسی غرض سے آپ کی بعثت ہوئی تو یہ پیغام صحیح طور پر اور ایسے رنگ میں کہ وہ قومیں اس پیغام کو سمجھنے لگیں ان تک پہنچانا اس سفر کی غرض ہے اور یہی ایک مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے تو ایسے رنگ میں ان کو پیغام پہنچا دیا جائے کہ ان پر اتمام حجت ہو جائے کیونکہ جب تک کسی قوم پر اتمام حجت نہ ہو وہ انذاری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوا کرتیں جو ان کے انکار کی وجہ سے ان کے حق میں خدا تعالیٰ نے قبل از وقت اپنے رسول کو دی ہوں۔ تو خدا کرے کہ وہ انذار وہ تنبیہ وہ جھنجھوڑنا میرے لئے ممکن ہو جائے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا پہنچانا صحیح رنگ میں اور مؤثر طریق پر ممکن ہو جائے تاکہ یا تو

وہ اسلام کی طرف مائل ہوں

ایک خدا کو ماننے لگیں۔ توحید کو پہچاننے لگیں، اللہ تعالیٰ کو ایک اپنی ذات میں اور ایک اپنی صفات میں سمجھنے لگیں، جس رنگ میں کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور یا پھر ایسے رنگ میں ان پر اتمام حجت ہو جائے کہ وہ انذاری پیشگوئیاں جن کو پڑھ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور جن کا تعلق تمام منکرین اسلام سے ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی ہیں وہ اتمام حجت کے بعد ان کے حق میں پوری ہوں تا اسلام اور مذاہب عالم کے درمیان جو فیصلہ ہونا مقدر ہے وہ جلد ہو جائے اور دنیا یا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے رحمت کے سائے میں آ کر بچ جائے یا خدائی قہر کی تپش میں جا کر ہلاک ہو جائے اور اس قضیہ کا فیصلہ ہماری زندگی میں ہی ہو جائے کہ

اسلام ہی سچا مذہب ہے

پھر میں تاکید اً کہتا ہوں کہ ان دنوں میں دوست دعائیں کریں اس سفر کے بابرکت ہونے کے لئے اور اسلام کے غلبہ کے لئے اور توحید باری کے قیام کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے ان قوموں پر ظاہر ہونے کے لئے اور اس بات کے لئے کہ اللہ ان لوگوں کو اصلاح کا موقع دے اور ان پر فضل کرتے ہوئے انہیں اس بات کی توفیق دے کہ وہ اسے اور اس کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے لگیں۔

اب میں اختصار کے ساتھ

اصل مضمون کی طرف آتا ہوں

میں نے اس سلسلہ خطبات کے پہلے دو خطبے اپنی بہنوں کو مخاطب کر کے دیئے تھے۔ اب میں اپنی سکیم میں بھی پہلے انہیں ہی مخاطب کرتا ہوں۔ پچھلے خطبوں میں نے بتایا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کی نسل میں اس عظیم عبد کو پیدا کرے جو کامل عبد کی شکل میں دنیا پر ظاہر ہو اور جس کی تعلیم کے نتیجہ میں دنیا خالص توحید قائم ہو۔

بات یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کی شہادت ہم صرف اس صورت میں ہی دے سکتے ہیں جب ہمیں محمدًا عبدہ ورسولہ کی پوری معرفت اور عرفان حاصل ہو۔ تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک عبد کامل کی صورت میں دنیا میں ظہور پذیر ہوئے تا توحیدِ خالص دنیا میں قائم ہو۔

ہماری جماعت کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے

کہ توحیدِ خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں ہمارے گھروں میں صرف توحید کے دروازے ہی کھلے رہیں اور شرک کی سب راہوں کو ہم کلیۃً چھوڑ دیں اور توحید کی راہوں پر بشاشت کے ساتھ چلنے لگیں۔ ہم بھی اور ہمارے بھائی بھی اور نوع انسان کے رشتہ سے جو ہمارے بھائی ہیں وہ بھی اس توحیدِ خالص کی تعلیم پر قائم ہو جائیں۔

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بدعت اور ہر رسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص جو توحیدِ خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحید خالص پر قائم نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ تمام بدعتوں اور تمام بدرسوم کو مٹا نہ دے۔

ہمارے معاشرہ میں خاص طور پر اور دنیا کے مسلمانوں میں عام طور پر بیسیوں، سینکڑوں شاید ہزاروں بدرسمیں داخل ہو چکی ہیں۔ احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بدرسوم کو جڑ سے اکھیڑ کے اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔ چونکہ بدرسوم کا مسلم معاشرہ میں داخلہ زیادہ تر عورتوں کی راہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے آج

میری پہلی مخاطب میری بہنیں ہی ہیں

گو عام طور پر تمام احباب جماعت اور افراد جماعت مرد ہوں یا عورتیں وہ میرے مخاطب ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ سینکڑوں یا ہزاروں بدرسوم معاشرہ میں ہماری زندگی میں داخل ہو چکی ہیں کچھ پنجاب میں ہونگی کچھ دوسری سرحد میں ہونگی کچھ سندھ میں ہونگی کچھ مدراس کچھ انڈونیشین احمدیوں میں آگئی ہوں گی ہم نے ہر گھر اور ہر مقام اور ہر شہر اور ہر ملک کے احمدی گھرانوں سے ان بدرسوم کو باہر نکال کے پھینکنا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا کیونکہ مجھے تکلیف بھی ہے اور گرمی بھی بہت ہے لیکن میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو اے میری محترم بہنو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اشتہار

پڑھ کر سناؤں ایک ایسا اشتہار جو حضور نے ۱۸۸۵ء میں دیا تھا۔ اس کے بعض حصے میں سنانا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے سنیں۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشتہار بغرض تبلیغ و انذار

چونکہ قرآن شریف و احادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر و ثابت ہے کہ ہر ایک شخص سے اپنے کنبہ کی عورتوں وغیرہ کی نسبت جن پر کسی قدر اختیار رکھتا ہے سوال کیا جائے گا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت میں اس نے ان کو سمجھایا اور راہِ راست کی ہدایت کی یا نہیں۔ اس لئے میں نے قیامت کی باز پرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ ان مستورات اور دیگر متعلقین کو جو ہمارے رشتہ دار و اقارب

ذو اسلوب دار ہیں) ان کی بے راہیوں اور بد عنوانیوں پر بذریعہ اشتہار کے انہیں خبردار کروں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہیئے ہر چند سمجھایا گیا یہ کچھ سنتے نہیں ہر چند ڈرایا گیا کچھ ڈرتے نہیں اب چونکہ موت کا کچھ اعتبار نہیں اور خدا تعالیٰ کے عذاب سے بڑھ کر کوئی خوف نہیں اسلئے ہم نے ان لوگوں کے برا ماننے اور برا کہنے اور ستانے اور دکھ دینے سے بالکل لاپرواہ ہو کر محض ہمدردی کی راہ سے حق نصیحت پورا کرنے کے لئے بذریعہ اس اشتہار کے ان سب کو اور دوسرے مسلمان بہنوں اور بھائیوں کو خبردار کرنا چاہا تا ہماری گردن پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے اور قیامت کو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم کو کسی نے نہیں سمجھایا اور سیدھا راہ نہیں بتایا۔ سو آج ہم کھول کر باآواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے۔ اور جو کچھ اللہ جلشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں، اور ٹھیک ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔ لیکن ہمارے گھروں میں جو بد رسمیں پڑ گئی ہیں اگرچہ وہ بہت ہیں مگر

چند موٹی موٹی رسمیں

بیان کی جاتی ہیں تا نیک بخت عورتیں خدا تعالیٰ سے ڈر کر ان کو چھوڑ دیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے۔ اور یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں۔ جاہل مسلمانوں نے اپنے دین کو بھلا دیا اور ہندوؤں کی رسمیں پکڑ لیں کسی عزیز اور پیارے کی موت کی حالت میں مسلمانوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ صرف اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہیں یعنی ہم خدا کا مال اور ملک ہیں اسے اختیار ہے جب چاہے اپنا مال لے لے۔ اور اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے۔ اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے۔

(۲) دوم برابر ایک سال تک سوگ رکھنا اور نئی نئی عورتوں کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنوں میں سیاپا کرنا اور باہم عورتوں کا سر ٹکرا کر چلا کر رونا اور کچھ کچھ منہ سے بھی بکواس کرنا اور پھر برابر ایک برس تک بعض چیزوں کا پکانا چھوڑ دینا اس عذر سے کہ ہمارے گھر میں یا ہماری برادری میں ماتم ہو گیا ہے۔

یہ سب ناپاک رسمیں

اور گناہ کی باتیں ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(۳) سوم سیاپا کرنے کے دنوں میں بے جا خرچ بھی ہوتے ہیں حرام خور عورتیں شیطان کی بہنیں جو دور دور سے سیاپا کرنے کیلئے آتی ہیں اور مکر اور فریب سے منہ کو ڈھانک کر اور بھینسوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا کر چیخیں مار کر روتی ہیں ان کو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے ہیں اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتانے کے لئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ تا لوگ واہ واہ کریں کہ فلاں شخص نے مرنے پر اچھی کرتوت دکھلائی۔ اچھا نام پیدا کیا۔ سو یہ سب شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے

(۴) اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسا کوئی بھارا گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاک دامن بیوی ہو گئی ہوں۔ حالانکہ اس کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے۔ ایسی عورتیں جو خدا اور رسول کے حکم سے روکتی ہیں خود لعنتی اور شیطان کی چیلیاں ہیں جن کے ذریعہ سے شیطان اپنا کام چلاتا ہے۔ جس عورت کو اللہ اور رسول پیارا ہے اس کو چاہیئے کہ بیوہ ہونے کے بعد کوئی ایماندار اور نیک بخت خاوند تلاش کرے اور یاد رکھے کہ خاوند کی خدمت میں مشغول رہنا بیوہ ہونے کی حالت کے وظائف سے صدہا درجہ بہتر ہے۔

(۵) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بد رسم ہے کہ

دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے

بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔

(۶) ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور رکھانا یہ دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں۔ اور آتشبازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے گناہ سر پر چڑھتا ہے صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنیوالا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔

(۷) ہمارے گھروں میں شریعت کی پابندی کی بہت سستی ہے (یہ ایک بنیادی چیز ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے) بعض عورتیں زکوٰۃ دینے کے لائق ہیں اور بہت سا زیور ان کے پاس ہے وہ زکوٰۃ نہیں دیتیں۔ بعض عورتیں نماز روزہ کے ادا کرنے میں بہت کوتاہی رکھتی ہیں۔ بعض عورتیں شرک کی رسمیں بجا لاتی ہیں جیسے چیچک کی پوجا۔ بعض فرضی بیبیوں کی پوجا کرتی ہیں بعض ایسی نیازیں دیتی ہیں جن میں شرط لگا دیتی ہیں کہ عورتیں کھاویں کوئی مرد نہ کھاوے یا کوئی حقہ نوش نہ کھاوے۔ بعض جمعرات کی چوکی بھرتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطانی طریق ہیں۔ ہم صرف خالص اللہ کے لئے ان لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ آؤ خدا تعالیٰ سے ڈرو ورنہ مرنے کے بعد ذلت

اور رسوائی سے سخت عذاب میں پڑ جاؤ گے اور اس غضب الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے جس کا انتہا نہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ
خاکسار غلام احمد از قادیان"
(منقول از الحکم جلد ۶ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۲ بحوالہ تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۸۰)

جن میں سے بعض میں نے چھوڑ دیئے ہیں بہر حال اس وقت جتنا کہ میں نے بتایا ہے رسوم تو بہت سی دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض احمدی گھرانوں میں بھی یا گھس گئی ہیں یا گھس رہی ہیں۔ اور اس تفصیل میں جانا میرے لئے ممکن نہیں۔ میں نے چند مہینے ہوئے مختلف علاقوں سے مربیوں کے ذریعہ بدعات کے متعلق اور بد رسوم کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں۔ اور کسی وقت اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی تو بعض رسوم کے متعلق تفصیل سے بیان کر دوں گا لیکن اس وقت اصولی طور پر ہر گھرانے کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا۔ اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے وہ اس طرح جماعت سے نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابل میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی وہ مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے۔

پس آج میں اس مختصر سے خطبہ میں

ہر احمدی کو یہ بتانا چاہتا ہوں

کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور جماعت احمدیہ میں اس پاکیزگی کو قائم کرنے کے لئے جس پاکیزگی کے قیام کے لئے

کیا مسیح حقیقی خدا ہے؟

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

تو ان کو اس وقت اپنی خدائی کے ثابت کرنے کے لئے ان پیشگوئیوں کی اگر وہ درحقیقت مسیح کے حق میں تھیں اور انکی خدائی پر گواہی دیتی تھیں سخت ضرورت پڑی تھی کیونکہ اس وقت جان جانے کا اندیشہ تھا اور کافر تو قرار پا چکے تھے تو پھر ایسی ضروری اور کار آمد پیشگوئیاں کس دن کیلئے رکھی گئی تھیں کیوں نہیں پیش کیں کیا آپ نے اس کا کبھی کوئی جواب دیا۔ پھر ہم آپ کی ان پیشگوئیوں کو کیا کریں اور کس عزت کی نگاہ سے دیکھیں کیونکہ حضرت مسیح کو دنیا کے دوسرے مصنوعی خداؤں سے الگ کریں اور حقیقی خدا ٹھہرائیں۔

پادری عبداللہ آتھم صاحب کی ان بدحواسیوں نیز انہوں وقلابازیوں سے ان کے الوہیت مسیح کے دعویٰ کی حقیقت عیاں ہے وہ آخری وقت تک پرچہ نمبر ۳۰ تا ۳۶ کا جواب دینے سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور نہ ہی آج تک ہو سکا ہے اور نہ اب اور آئندہ ہو سکتا ہے۔

پادری ہنری مارٹن کلارک بھی ٹال مٹول کرتے اور گول مول اور مہمل جواب دیتے رہے اور اصل بات کے جواب کی طرف رُخ تک نہ کیا۔ (باقی)

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے ہر بدعت اور بدرسم کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب میرے ساتھ اس جہاد میں شریک ہوں گے اور اپنے گھروں کو پاک کرنے کے لئے شیطانی وسوسوں کی سب راہوں کو اپنے گھروں پر بند کر دیں گے دعاؤں کے ذریعہ اور کوشش کے ذریعہ اور جدوجہد کے ذریعہ۔ اور حقیقتاً جو جہاد کے معنی ہیں اس جہاد کے ذریعہ اور صرف اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہو، ہمارے گھروں میں قائم ہو، ہمارے دلوں میں قائم ہو، ہماری عورتوں اور بچوں کے دلوں میں قائم ہو۔ اور اس غرض سے کہ شیطان کے لئے ہمارے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ہر قسم کی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۶۷ء)

درویش فنڈ

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

"ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ قادیان کے درویشوں کی ضرورت کا خیال رکھے" (حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ)

احباب کو بخوبی علم ہے کہ تقدیر الٰہی کے ماتحت ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان سے بھی اس کی اکثر آبادی کو ہجرت کرنی پڑی اور صرف ۳۱۳ مرد درویش "خدمت دین" اور "حفاظت مرکز" اور "دیار حبیب" کو آباد رکھنے کے جذبہ کے ماتحت سکونت پذیر رہے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق تجرد کا دور ختم کرتے ہوئے قادیان میں اہلی زندگی کے آثار پیدا کئے جائیں۔ درویشوں کی ہندوستان میں شادیاں کی گئیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب درویشوں اور ان کے اہل وعیال کی تعداد ایک ہزار ہو گئی ہے۔

ان درویشوں کیلئے موجودہ حالات میں قادیان اور اس کے گردونواح میں کوئی ایسا کاروبار نہیں ہے جس سے درویش اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں۔ سوائے چند افراد کے جو قلیل آمد پیدا کر رہے ہیں۔ باقی سب درویشوں کی جملہ ضروریات (قیام وطعام وغیرہ) کا بار صدر انجمن احمدیہ پر ہے اور چونکہ چندہ جات کی آمد سے اخراجات زیادہ ہیں۔ اسلئے چند سالوں سے صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ آمد و خرچ غیر متوازی چلا آرہا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درویشوں کی ضروریات اور صدر انجمن احمدیہ کی مشکلات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس طرف توجہ دینے کی ہدایت فرمائی تھی چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً جو قادیان میں اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کیلئے نکال کر بھیجے مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کیلئے قربانی سمجھ کر دیں وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لاویں پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا باعث ہوں۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک خدمت کا تحفہ ہے جو شکر اور قدردانی کے رنگ میں ہم ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں ۱۹۵۲ء میں درویش فنڈ کی تحریک کا اجراء کیا گیا تھا۔ تحریک کے دو تین ابتدائی سالوں میں تو مخلص جماعت نے درویش فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لیکن اب کچھ عرصہ سے اس مد میں آمد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ حالانکہ قادیان کی احمدی آبادی میں زیادتی کے باعث اخراجات کا بوجھ پہلے سے زیادہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے موجودہ مالی سال میں بھی درویش فنڈ کی تحریک کا بجٹ آمد مبلغ پندرہ ہزار روپے (۱۵۰۰۰) رکھا گیا ہے اور توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے پیارے امام اور مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے اور لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کے علاوہ "درویش فنڈ" کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو زیادہ [illegible]

کیا مسیح حقیقی خدا ہے؟

حضرت مسیح زمان اور ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے درمیان پُرلطف و دلچسپ مقدس مباحثہ

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کی لاچاریاں و قلابازیاں!

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۳)

(۲) پھر دوسرا ثبوت یہ دینا چاہیئے تھا کہ خدائی کی علامتیں مجھ میں دیکھو۔ جیسے خداتعالیٰ نے آفتاب ماہتاب سیارے زمین وغیرہ پیدا کیا ہے ایک قطعہ زمین کا یا کوئی ستارہ یا کوئی اور چیز میں نے بھی پیدا کی ہے اور نہ اب بھی پیدا کر کے دکھلا سکتا ہوں اور نبیوں کے معمولی معجزات سے بڑھ کر مجھ میں قوت اور قدرت حاصل ہے اور مناسب تھا کہ اپنے خدائی کے کاموں کی ایک مفصل فہرست ان کو دیتے کہ دیکھو آج تک یہ یہ کام میں نے خدائی کے کئے ہیں کیا حضرت موسیٰ سے لیکر تمہارے آخری نبی تک ایسے کام کسی اور نے بھی کئے ہیں؟ اگر ایسا ثبوت دیتے تو یہودیوں کا منہ بند ہو جاتا ...... لیکن حضرت مسیح نے ان دونوں ثبوتوں میں سے کسی ثبوت کو بھی پیش نہ کیا۔

اور پیش کیا تو ان عبارتوں کو پیش کیا سن لیجیے۔

یسوع نے انہیں جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔

اب منصف مزاج سوچیں کہ کیا الزام کفر کا دور کرنے کیلئے اور اپنے آپ کو حقیقی طور پر بیٹا اللہ تعالیٰ کا ثابت کرنے کیلئے یہی جواب تھا؟ ہاں جب بتلایا تو کیا بہرحال وہ گئے تمہارے بزرگ بھی خدا کہلائے ہیں...

جواب میں تو انہوں نے اپنی خدائی کو دوسروں کی خدائی کے برابر قرار دیا۔ اور اپنی خدائی کی طرح انکی خدائی کے بھی وہ قائل ہو گئے اور اپنے آپ کو انکے زمرہ و شمار و قطار میں داخل بتایا نہ کہ ان سے الگ قرار دیا۔ (ناقل) مگر ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب اس جگہ فرماتے ہیں کہ گویا حضرت مسیح ان کے بلوے سے خوفناک ہو کر ڈر گئے اور اصل جواب کو چھپا لیا اور تقیہ کر لیا مگر میں کہتا ہوں کہ نبی تو ان باتوں سے نہیں ڈرتے مگر مسیح قادر مطلق کہلا کر کمزور یہودیوں سے کیوں ڈر گئے۔

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حقیقی طور پر ابن اللہ ہونے کا یا خدا ہونے کا کبھی دعوےٰ نہیں کیا۔ اور جو دعویٰ کیا اس میں اپنے تئیں ان تمام لوگوں کا ہمرنگ قرار دیا۔ اور رسالت کا اقرار کیا کہ انہیں کے موافق یہ دعویٰ بھی ہے تو پھر اس صورت میں وہ پیشگوئیاں جو ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب پیش فرماتے ہیں وہ کیونکر بموجب شرط صحیح سمجھی جائیں گی۔ اب تو انہیں کرنا چاہیئے کہ مدعی سست گواہ چست۔ حضرت مسیح تو کفر کے الزام سے بچنے کیلئے صرف یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ میری نسبت اس طرح ابن اللہ کا لفظ بولا گیا ہے جس طرح تمہارے بزرگوں کی نسبت بولا گیا ہے۔ گویا یہ فرماتے ہیں کہ میں تو اس وقت قصوروار اور مستوجب کفر ہوتا کہ خاص طور پر بیٹا ہونے کا دعوےٰ کرتا۔ بیٹا کہلانے اور خدا کہلانے سے تمہاری کتابیں بھری پڑی ہیں دیکھو تو پھر حضرت مسیح نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے کئی مقامات پر انجیل میں اپنی انسانیت کا بھی اقرار کیا جیسا کہ جب قیامت کا بھید ان سے پوچھا گیا تو آپ نے اپنی لاعلمی فرمائی اور کہا کہ بجز اللہ تعالیٰ کے قیامت کے وقت کو کوئی نہیں جانتا۔

اس پر پادری صاحب نے بے تعلق حسب ذیل جواب دیا۔

کیا مرزا صاحب نے اسی بات کو پوحنا میں نہ دیکھا کہ جیسے مسیح نے اولیٰ یہ دعوےٰ کیا کہ میں اور باپ ایک ہیں جس پر یہودیوں نے پتھر اٹھائے تھے اس زعم سے کہ وہ انسان مخلوق ہو کر دعوےٰ اللہ ہونے کا کرتا ہے پھر جب اس نے اپنی انسانیت کو بھی الزام سے بچا لیا تو پھر وہی دعویٰ پیش کر دیا کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ پس جناب یہ کیونکر فرماتے ہیں کہ وہ ڈر گیا بجائے ڈرنے کے اور بھی اس نے کھلا کھلا دعویٰ الوہیت پیش کیا۔ یہ صحیح ہے کہ ایک موقعہ پر خداوند مسیح نے فرمایا کہ میں اس گھڑی سے آگاہ نہیں اور دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ خدا کے داہنے بائیں کسی کو بٹھلانا میرے اختیار میں نہیں لیکن یہ کلمات نسبت اس کی انسانیت سے رکھتے ہیں۔ کیونکہ الوہیت کے کلمات اور ہیں۔

گویا پادری صاحب صاف کھسک گئے اور اصل بات کا جواب ہی نہیں دیا سوال تو یہی تھا کہ مسیح نے اپنی الوہیت کا کونسا کرشمہ وہاں دکھایا کہ ثبوت پیش کیا تھا اگر کوئی نہیں بلکہ اپنی انسانیت ہی کو پیش کیا تھا نہ کہ خدائی کو تو پھر خواہ مخواہ ان کو حقیقی خدا کیوں قرار دے کر مسیح کی مخالفت مول لی جاتی ہے۔ پادری صاحب نے مسیح کے عجز کا تو اعتراف کر لیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ عجز ان کا انسانیت کی وجہ سے تھا مگر یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ ان کی خدائی کس مقام پر چھپی ہوئی تھی۔ اگر اس وقت ان کی خدائی نے اپنا ثبوت نہ دیا تھا تو پھر کس بنا پر ان کی خدائی پر زور دیا جاتا ہے۔

پیرا گراف نمبر ۳۰ تا ۳۶ کو سامنے رکھ کر حضرت اقدس نے جو ابطال الوہیت مسیح کر کے دکھایا اور ایک نہایت مدلل جرح و تنقید ان کی خدائی پر فرمائی ہے اسے پادری صاحب نے نظر انداز کر دیا البتہ آپ کا سوال پورا نقل فرما کر کہ جو مرزا صاحب نے فرمایا کہ مسیح نے اس وقت ایسا دلیل و ثبوت کیوں نہ دیا جب اس پر الزام کفر کا لگا اور یہود پتھراؤ کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ظاہر ہو جاتا کہ فی الواقعہ وہ اللہ ہی ہے اس کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم پوچھتے کہ کیا یہودیوں کا الزام یہی نہ تھا کہ تو انسان ہو کر خدا بنتا ہے یہ کفر ہے اس کا جواب مسیح نے یہ دیا تھا کہ میں انسان ہو کر بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہہ سکتا ہوں اور یہ کفر نہیں جیسے دیگر نبی اللہ بھی تو انسان تھے اور ان کو اللہ کہا گیا۔ یہ عجب مزے کی بات ہے کہ پادری کے ہوش بجا نہ رہے اور انہوں نے نہ سوچا کہ میں حضرت مرزا صاحب ہی کی تنقید کو دہرا کر یہ تسلیم کر رہا ہوں کہ مسیح اسی طرح ابن اللہ یا خدا نہ تھے جس طرح دیگر انبیاء باوجود خدا کا لقب پانے کے خدا نہ تھے اس کے بعد پادری صاحب نے ایک فقرہ ایسا لکھا ہے جو ان کی گھبراہٹ اور حواس باختگی کا زبردست ثبوت ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے لکھا

"اس میں سوال اس کی الوہیت کے متعلق کونسا تھا؟"

کوئی ذی ہوش انسان دیکھ سکتا ہے کہ پادری آتھم صاحب کے اس فقرہ کا کیا مطلب ہے گویا ان کے نزدیک یہود کی طرف سے ان کی الوہیت کے متعلق کوئی سوال ہی نہ تھا

یہ کس قدر رابلہ فریبی ہے کہ حضرت مسیحؑ کے جواب کو خاک میں ملا رہے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ تنقید بیان فرمائی کہ

حضرت مسیح کے بارہ میں جو عذر آپ نے پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کا منصوبہ فرو کرنے کے لئے یہ کہہ دیا تھا کہ تمہاری شریعت میں بھی تمہارے نبیوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خدا ہیں اور نیز اس جگہ آپ یہ بھی فرماتے ہو ہم ... انسانیت ... ایسا جواب دیا یہ بیان آپ کا منصفین کی توجہ اور غور کے لائق ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح کا قول کہ میں خدا کا بیٹا ہوں ایک کفر کا کلمہ قرار دے کر اور نعوذ باللہ ان کو کافر سمجھ کر یہ سوال کیا تھا اور اس سوال کے جواب میں بے شک حضرت مسیح کا یہ فرض تھا اگر وہ حقیقت میں انسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدائی کی وجہ سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا بیٹا سمجھتے تھے تو اپنا مدعا کا پورا پورا اظہار کرتے اور اپنے ابن اللہ ہونے کا ان کو ثبوت دیتے۔ کیونکہ اسی وقت وہ ثبوت ہی مانگتے تھے لیکن حضرت مسیحؑ نے تو اس طرف رُخ نہ کیا اور اپنے آپ کو دوسرے انبیاء کی طرح قرار دے کر عذر پیش کر دیا اور اس فرض سے سبکدوش نہ ہوئے جو ایک سچا مبلغ اور معلم سبکدوش ہونا چاہتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ مخصوص مقدس کو کہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کی کوئی مخصوصیت ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی بائیبل میں مخصوص کا لفظ اور نبیوں وغیرہ کی نسبت بھی استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھو یسعیاہ نبی باب ۱۳ – ۲ – اور جو اپنے بھیجے ہوئے کے معنی الوہیت نکالے ہیں یہ بھی ایک عجیب معنی ہیں آپ دیکھیں کہ پہلے سموئیل کے ۱۲ باب میں لکھا ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو بھیجا - اور پھر پیدائش ۵ ۴: ۷ میں لکھا ہے۔ خدا نے مجھے یہاں بھیجا ہے پھر یرمیاہ باب ۲: ۱۳ و ۲۴ بمقام میں یہی آیت موجود ہے اب کیا اس جگہ بھی ان الفاظ کے معنی الوہیت کرنا چاہیئے! افسوس کہ آپ حضرت مسیح کے ایک سیدھے سادے بیان کو توڑ مروڑ کر اپنے منشاء کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور حضرت مسیحؑ نے جو اپنی بریت کا ثبوت پیش کیا اس کو نکما اور مہمل کرنا آپ کا ارادہ ہے۔

کیا حضرت مسیح یہودیوں کی فطرت کی طرف اس قدر کھینچنے سے بری ہو سکتے تھے کہ میں اپنے خدا ہونے کی وجہ سے تو بے شک ابن اللہ ہی ہوں لیکن میں انسانیت کی وجہ سے دوسرے نبیوں کے مساوی ہوں اور جو ان کے حق میں کہا گیا وہی میرے حق میں کہا گیا۔ اور کیا یہودیوں کا الزام اس طور کے تکلف عذر سے حضرت مسیحؑ کے سر پر سے دور ہو سکتا تھا اور کیا انہوں نے یہ تسلیم کیا ہوا تھا کہ حضرت مسیح اپنی خدائی کی وجہ سے تو بے شک ابن اللہ ہی ہیں اس میں ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہاں انسان ہونے کی وجہ سے کیوں اپنے تئیں ابن اللہ کہلاتے ہیں۔

بلکہ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہودیوں کے دل میں صرف اتنا ہی ہوتا کہ حضرت مسیح محض انسان ہونے کی وجہ سے دوسرے مقدس اور مخصوص انسانوں کی طرح اپنے تئیں ابن اللہ قرار دیتے ہیں تو وہ کافر ہی کیوں ٹھہراتے۔ کیا وہ حضرت اسرائیل کو اور حضرت آدم اور دوسرے نبیوں کو جن کے حق میں ابن اللہ کے لفظ آئے ہیں کافر خیال کرتے تھے ان کو بھی دعویٰ لگا ہوا تھا۔ اور ان کا سوال یہی تھا کہ حضرت مسیح حقیقت میں اپنے تئیں اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ جواب مطابق سوال چاہیئے اس لئے حضرت مسیح کا فرض تھا کہ وہ ان کے جواب میں وہی طریق اختیار جس طریق کے لئے ان کا استفسار تھا۔

اگر حقیقت میں خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے تو وہ پیشگوئیاں جو ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب بعد از وقت اس مجلس میں پیش کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے پیش کرتے اور چند نمونے اپنے خدا ہونے کے دکھلا دیتے تو فیصلہ ہو جاتا۔

یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ یہودیوں کا سوال حقیقی ابن اللہ کے دلائل دریافت کرنے کے لئے نہیں تھا۔

پادری آتھم صاحب کی طرف سے جواب میں

لاچاری ٹال مٹول

انجیل یوحنا کی باب ۱۰ کی پیش کردہ آیات کا ہم کافی و دافی جواب دے چکے ہیں۔ آپ نے بجائے اس کے کہ اس جواب کا کچھ نقص دکھلاتے محض بار بار تکرار ہی اس کا کیا ہے گویا کہ تکرار ہی کافی ہے اور طول کلامی ہی گویا صداقت ہے۔

پادری صاحب حضرت اقدس کی مدلل تنقیدات کو خود ٹالتے جاتے ہیں اور اس کا الزام حضرت اقدس کو دیتے جاتے ہیں۔

لفظ مخصوص اور بھیجا ہوا یہ فرماتے ہیں:۔

یوحنا کے باب ۱۰ – ۳۶ میں جہاں لفظ مخصوص اور بھیجا ہوا ترجمہ ہوا ہے ہماری اس شرح پر کہ لفظ مخصوص کا اصل زبان میں ترجمہ تقدیس کیا گیا ہے اور بھیجا ہوا اسی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس نے فرمایا کہ میں آسمانی ہوں اور تم زمینی ہو۔ اور جو حوالے آپ نے پیش کئے ان کا تعلق مقام متنازعہ فیہ سے کچھ نہیں۔ پس مسیح نے فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے مخصوص کیا اور بھیجا یعنی آسمان سے بھیجا۔

پھر لکھا کہ جناب کا سوال ہے کہ کیا یہودی لوگ اسرائیل وغیرہ کو اسی لقب کے باعث کافر سمجھتے تھے۔ جواب اس کا ہم بار بار دے چکے مگر افسوس ہے کہ جناب کسی باعث سے اس کو نہ سمجھے۔ گذشتہ بحث پر جناب نظر غور پھر فرما کر دیکھ لیں یہ مخصوصیت کسی اور بزرگ کے ساتھ نہ تھی جو مسیح کے ساتھ تھی۔

یہ ہے پادری صاحب کا جواب کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ غرضیکہ پادری صاحب نے ایسے ہی گول مول لایعنی جواب دیکر اپنی جان چھڑالی۔ دراصل ان پر ان متفرق اور بے معنی جوابات کی وجہ سے ایسی گھبراہٹ طاری ہوئی کہ آپ بیمار ہو گئے۔ نہ معلوم بخار چڑھ گیا یا ٹٹیاں لگ گئیں۔

حضرت اقدس نے ابطال الوہیت مسیح کے لئے پھر فرمایا:۔

ڈپٹی صاحب سے میرا یہ سوال تھا کہ آپ جو حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہراتے ہیں تو آپ کے پاس حضرت موصوف کی الوہیت پر کیا دلیل ہے کیونکہ یہ تکلفہ دنیا میں بہت سے فرقے اور قومیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے پیشواؤں اور راہبروں کو خدا ٹھہرا رکھا ہے۔ جیسے ہندوؤں کا فرقہ اور بدھ مذہب کے لوگ اور وہ لوگ بھی اپنے اپنے پرانوں اور شاستروں کی رو سے ان کی خدائی پر منقولی دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے معجزات اور بہت سے خوارق بھی ایسی شد و مد سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ان کی نظیر نہیں جیسے کہ راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب اور برہما اور بشن اور مہادیو کی کرامات جو وہ بیان کرتے ہیں۔ آپ صاحبوں پر پوشیدہ نہیں تو پھر ایسی صورت میں ان متفرق خداؤں میں سے ایک سچا خدا ٹھہرانے کے لئے کیا ضروری نہیں کہ بڑے معقولی دلائل کی ضرورت ہے کیونکہ دعوی میں اور منقولی ثبوتوں کے پیش کرنے میں تو وہ سب صاحب آپ کے شریک ہیں بلکہ منقولات کے بیان کرنے میں فریق غالب معلوم ہوتے ہیں......

اور میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیحؑ یوحنا باب ۱۰ میں صاف طور سے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہلانے میں دوسروں کا ہمرنگ سمجھتے ہیں اور کوئی خصوصیت اپنے نفس کے لئے قائم نہیں کرتے حالانکہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت مسیحؑ کو کافر ٹھہرایا تھا ان کا سوال یہی تھا اور یہی وجہ کافر ٹھہرانے کی بھی تھی۔ کہ اگر آپ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں تو اپنی خدائی کا ثبوت دیجئے لیکن انہوں نے کچھ بھی ثبوت نہ دیا۔ افسوس کہ ڈپٹی صاحب اسباب کو کیوں نہیں سمجھتے۔ کہ کیا ایسا ہونا ممکن تھا کہ سوال دیگر جواب دیگر۔ اگر حضرت مسیحؑ درحقیقت اپنے تئیں ابن اللہ ٹھہراتے تو ضرور یہی پیشگوئیاں وہ پیش کرتے جو اب ڈپٹی صاحب پیش کر رہے ہیں۔ اور جبکہ انہوں نے وہ پیش نہیں کیں تو معلوم ہوا کہ ان کا وہ دعویٰ نہیں تھا اگر انہوں نے کسی اور مقام میں پیش کر دی ہیں اور کسی دوسرے مقام میں یہودیوں کے اس بار بار کے اعتراض کو اس طرح پر اُٹھا دیا ہے کہ ہاں میں درحقیقت خدا اور خدا کا بیٹا ہوں اور یہ پیشگوئیاں میرے حق میں وارد ہیں اور خدائی ثبوت بھی اپنے افعال سے دکھلا دیا ہے تا اس متنازعہ فیہ پیشگوئی سے ان کو تعلیم یا تسلی ہو جاتی تو براہ مہربانی وہ مقام پیش کریں اب کسی طور سے آپ اس مقام کو چھپا نہیں سکتے۔ اور آپ کی دوسری تاویلات تمام رکیک ہیں۔ سچ یہی بات ہے کہ مخصوص کا لفظ اور بھیجا گیا کا لفظ عہد عتیق میں اور نیز عہد جدید میں عام طور پر استعمال پایا ہے

آپ پر ہمارا یہ فرض ہے جو مجھے ادا ہوتا نظر نہیں آتا۔ آپ نے حضرت مسیح کی خدائی کا تو ذکر کیا لیکن ان کی خدائی کا معقولی طور پر کچھ بھی ثبوت نہ دے سکے اور دوسرے خداؤں کی نسبت ان میں کچھ مابہ الامتیاز عقلی طور پر نہ کر سکے۔ بھلا آپ فرماویں کہ عقلی طور پر اسباب پر کیا دلیل ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن اور بدھ یہ خدا نہ ہوں اور حضرت مسیحؑ خدا ہوں بے شک ہر ایک دانا اسباب کو سمجھتا ہے کہ جب وہ کافر ٹھہرائے گئے اور ان پر حملہ کیا گیا اور ان پر پتھراؤ شروع ہوا۔ (باقی صفحہ ۶ پر)

صوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار

(۲)

بعد نماز مغرب ہم تینوں آدمی ایک بلند و بالا گرجے کی طرف بڑھے جو ایک سرسبز وسیع میدان میں تعمیر کیا گیا ہے اس علاقہ کے انچارج پادری صاحب اور بعض دوسرے پادریوں سے ملاقات ہوگئی۔ انچارج پادری صاحب اور خاکسار کے مابین جو تبادلہ خیالات ہوا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

احمدی۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کا بہت تذکرہ آیا ہے اور قرآن کریم نے یہودیوں کے ان ناپاک اتہامات کی تردید فرمائی ہے جو انہوں نے ان مقدس ہستیوں پر لگائے تھے اس لئے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یقین کرتے ہیں اور ان دونوں مقدس ہستیوں کا احترام کرتے ہیں لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ خدا کس طرح بن گئے۔

پادری۔ یوحنا میں لکھا ہے:۔

" اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔"

اس آیت میں خدائے واحد اور یسوع مسیح کی پہچان ایک ساتھ بتائی گئی ہے لہذا خدا اور یسوع درحقیقت ایک ہیں۔

احمدی۔ اس آیت میں "بھیجا ہے" کے الفاظ کا عربی ترجمہ "رسول" ہے اور یہی مقام قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرار دیتا ہے پس اس مقام پر قرآن کریم اور یوحنا کی انجیل کے ہی مطابقت پائی جاتی ہے۔

پادری۔ یسوع مسیح کے خدا ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام نبی اس کے لئے تیاری اور پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں۔

احمدی۔ ایسی پیشگوئیاں تو بدرجہ اولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بائبل میں کی گئی ہیں جو آپ کی ذات اقدس میں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ مثلاً

" ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔"

(استثنا)

" فاران کی چوٹیوں سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشیں شریعت ان کے لئے تھی۔" (استثنا، باب ۳۳)

پھر جب یہودیوں نے یسوع مسیح سے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو اس موقعہ پر ایلیا اور مسیح کے ذکر کے ساتھ "وہ نبی" کا بھی نام لیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بھی وہ لوگ منتظر تھے۔

پادری۔ یسوع مسیح نے بڑے بڑے معجزات دکھائے ہیں۔ اس لئے وہ خدا تھے۔

احمدی۔ یہ بات بھی بائبل سے ثابت ہے کہ دوسرے نبیوں نے بھی اپنے اپنے وقت میں معجزات دکھائے ہیں تو کیا اس وجہ سے وہ سب نبی نعوذ باللہ خدا بن گئے۔

پادری۔ ایک ایسا محیر العقول معجزہ یسوع مسیح نے دکھایا کہ وہ صلیب پر جان دینے کے بعد دوبارہ مردوں میں سے جی اٹھے یہ ایسا معجزہ ہے کہ کوئی نبی یا دوسرا آدمی یسوع مسیح کے اس معجزہ کی نظیر نہیں رکھتا۔ گاندھی جی جیسے بہت بڑے آدمی جب مر گئے تو لوگوں نے بہت واویلا کیا کہ کسی طرح گاندھی جی چند منٹ کے لئے ہی زندہ ہو جائیں لیکن ایسا نہ ہو سکا پس وہ خدا ہیں کیونکہ وہ اب تک زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

احمدی۔ بائبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے۔ چنانچہ یہودی چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا قرار دیتے تھے اس لئے بائبل کی تعلیم کے مطابق یہودی یسوع مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے تاکہ آپ جھوٹے ثابت ہوں لیکن قرآن کریم یہودیوں کے اس اتہام کی بھی تردید کرتا ہے فرمایا:۔

مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِن شُبِّهَ لَهُم۔

یعنی نہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر مارا بلکہ وہ ان کے لئے صلیبی موت کے مشابہ کیا گیا یعنی بیہوش ہو گئے قرآن کریم کا یہ ایسا ٹھوس بیان ہے کہ جس کی تصدیق انجیل سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً

۱۔ یسوع مسیح کی تضرعانہ دعائیں صلیبی موقعہ پر جن کی قبولیت بھی انجیل سے ثابت ہے۔

۲۔ اس وقت کے حاکم پیلاطوس کی بیوی کا خواب کہ اگر مسیح کو کچھ نقصان پہنچا تو تمہارا خاندان تباہ ہو جائے گا

۳۔ پیلاطوس کا مسیح کو بچانے کی پوری پوری کوشش کرنا۔

۴۔ مسیح کا بیان کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ میں نہیں ہیں مجھے ان کی خبر لینا ہے۔

۵۔ سبت کے دن کے قریب صرف چند گھنٹے صلیب پر گذارنا۔

۶۔ چوروں کو تو صلیب پر سے اتار کر اس کی ہڈیاں توڑنا لیکن مسیح کی پسلی میں بھالا مار کر دیکھنا اور اس سے خون کا نکلنا جو اس کی زندگی کی علامت تھی۔ اور اس کی ہڈیاں بھی نہ توڑنا بلکہ یسوع مسیح کے ماننے والوں کو نعش دے دینا

۷۔ یسوع کا نشان نمائی کے موقعہ پر پیشگوئی کرنا کہ یونس نبی کے سے معجزہ کے سوا کوئی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا چنانچہ یونس نبی بھی تین دن رات تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اسی طرح یسوع مسیح بھی اپنی کمرے نما قبر میں تین دن رات بے ہوش پڑے رہے لیکن زندہ رہے

۸۔ صلیبی واقعہ کے بعد اپنے ماننے والوں کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے صلیبی زخم دکھانا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں انجیل میں موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے اور یہ کہ قرآن کریم اور انجیل کے مابین واقعاتی پہلو سے مطابقت بھی موجود ہے

پادری صاحب ان دلائل کے سامنے بالکل خاموش ہو گئے۔ تب خاکسار نے دریافت کیا کہ کیا یسوع مسیح نے کسی جگہ خود کو خدا قرار دیا ہے پہلے تو پادری صاحب نے کہا کہ ایسا موجود ہے لیکن جب ان سے حوالہ طلب کیا کہ یسوع مسیح نے کہا ہے کہ I am God تو تسلیم کرلیا کہ یسوع مسیح نے ایسا کہیں نہیں کہا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ایسی صورت میں تو مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

پادری۔ یسوع مسیح نے Directly ایسا نہیں کہا کہ میں خدا ہوں۔

احمدی۔ اچھا اگر کسی جگہ Indirectly کہا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے

پادری۔ Son of God (خدا کا بیٹا) کہا ہے۔

احمدی۔ Son of man (ابن آدم) بھی تو انجیل میں یسوع مسیح کے لئے آیا ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ بائبل نے یعقوب کو خدا کا پلوٹھا بیٹا۔ بنی اسرائیل کو خدا کے بیٹے۔ ملک صدق کو یسوع کی طرح بن باپ خدا کا بیٹا بتایا ہے لہذا اس سے بھی مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہوتی۔

پادری صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور اس طرح یہ مجلس نہایت سنجیدگی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ ہاں یاد آگیا کہ یہ پادری صاحب رومن کیتھولک عقیدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے دوران تبادلہ خیالات یہ بھی بتایا کہ ہم پر وہی بائبل حجت ہوگی جو ہمارے فرقہ کی جانب سے شائع ہوئی ہے نہ کہ پروٹسٹنٹ فرقہ کی شائع شدہ

خاکسار۔ کیا ان دونوں فرقوں کی بائیبل میں اختلاف ہے؟

پادری۔ کچھ کچھ اختلاف ضرور ہے۔ اس لئے ہم لوگ ان کی جانب سے شائع شدہ بائیبل کو درست قرار نہیں دیتے۔

احمدی۔ اسلام کی صداقت کی یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے کہ مسلمانوں کے ہر ہر فرقہ کے ہاتھ میں ایک ہی قرآن کریم ہے جس میں ایک شوشہ کی تبدیلی بھی نہیں ہوئی۔

۸ رجون کو علی الصبح بعد نماز فجر جائے قیام کے نزدیک ہی ایک دینی مدرسہ میں ہم دونوں چلے گئے وہاں تین چار مولوی صاحبان موجود تھے۔ مدرسہ کی حالت تعلیم، تعداد طلبہ وغیرہ دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ مدرسہ بند ہو چکا تھا اب پھر جاری ہوا ہے۔ غیرہ بچے اخراجات بھی مدرسہ سے لیتے ہیں ایک سو سے زائد بچے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں یعنی دینی ابتدائی تعلیم۔

مولوی صاحبان نے ہم سے دریافت کیا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔

خاکسار نے بتایا کہ ہم لوگ جماعت احمدیہ کے مبلغین ہیں اور تبلیغ ہمارا کام ہے۔ پہلے تو بڑی بیت تپاک سے ملے تھے لیکن جماعت احمدیہ کا نام سنتے ہی ان کے چہرے پژمردہ اور اندوہناک دکھائی دینے لگے۔ خاکسار نے جلدی جلدی مختصر طور پر ان لوگوں کو پیغام احمدیت پہنچا دیا۔ ایک مولوی صاحب جو پہلے سخت غصہ میں آ گئے اور کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں ہم آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو دوسرے نبی کا سوال ہی کیا۔

خاکسار۔ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ ما بہ النزاع بحث ہے آپ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ خاتم النبیین کے بعد تشریف لائیں گے لیکن جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا ان جیسا کوئی دوسرا نبی پیدا یا نیا آتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک ایسے نبی تھے جن کی شریعت دوسری قبلہ دوسرا عبادات اور طریق عبادت الگ اس لئے ایسے نبی کے آنے سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔ ان کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ "امتی نبی" ہونے کا ہے آپ کی شریعت، کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ وہی ہے جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے علم سے تحریر پیش کیا ہے لہٰذا حضرت صاحب کے "امتی نبی" کے دعوے سے ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی لیکن فریقین کے مابین اختلاف صرف شخصیت کی تعیین کا ہے جس کا دار و مدار حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات و وفات پر ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ چلے جائیں ورنہ اگر دوسرے مسلمانوں کو پتہ چل گیا تو آپ لوگوں کو نقصان پہنچ جائے گا۔

خاکسار۔ ایسا تو صحابہ کرام سے بھی لوگ کہا کرتے تھے اور اتر دیش میں تو احمدیوں کے گھر جلانے اور مار پیٹ کرنے کی بھی آپ لوگوں نے کوشش کی تھی۔

غیر احمدی۔ اتر دیش میں آپ کی جماعت کے مبلغین سے مناظرہ ہوا تھا۔ اس میں آپ لوگ ہار گئے تھے۔

خاکسار۔ ہمیں یہ ہار مبارک اور تمہیں وہ جیت مبارک ہو۔ دیکھئے اس مناظرے کا نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہ نکلا کہ آج وہاں ایک بڑی جماعت قائم ہے اور وہ سب لوگ آپ لوگوں میں سے نکل نکل کر آئے ہیں۔ بس ہماری دعا ہے کہ ایسے ایسے مناظرے ہر جگہ ہوں تاکہ ہر جگہ جماعت احمدیہ قائم ہوتی چلی جائے۔

مدرسہ کے تبادلہ خیالات سے فارغ ہو کر ہم لوگ مکرم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب کو ساتھ لے کر بعض معززین کے گھروں پر تبلیغ کرنے کے لئے گئے ایک اسکول ماسٹر صاحب کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ ایگریکلچر کے ایک سپروائزر صاحب غیر احمدی نوجوان کے بنگلے پر گئے ان کے بعض سوالات کے جوابات دیئے۔ جنہیں سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور لٹریچر بغور پڑھنے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں کو لٹریچر دیا گیا۔

مولوی محمد حبیب اللہ صاحب کو اللہ تعالےٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نومولود کو والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

گوڈہ سے فارغ ہو کر ہم لوگ بذریعہ بس واپس رانچی پہنچ گئے۔

رانچی ۹ر جون کو رانچی میں تربیتی خطبہ دیا۔ جس میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جاری کردہ تحریکات کی اہمیت و ضرورت بتائی گئی۔ نماز جمعہ کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ سملیہ سے رانچی پہنچے۔ اور بتایا کہ سملیہ احمدی، غیر احمدی اور غیر مسلموں کی خواہش ہے کہ ایک اور اجلاس کو آپ خطاب کریں۔ چنانچہ ۱۰ر جون کو خاکسار اور مولوی صاحب موصوف پھر سملیہ پہنچ گئے۔ ایک غیر احمدی دوست کے مکان پر جلسہ منعقد ہوا۔ احمدی غیر احمدی غیر مسلموں نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے کی نظم مکرم مولوی نصیر الدین صاحب نے درثمین سے سنائی۔ بعدہٗ خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک موعود اقوام عالم کے موضوع پر تقریر کی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھا اثر رہا۔ ۱۱ر کو پھر رانچی پہنچ گئے اسی روز بلکہ اسی وقت مکرم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب بھی پٹنہ سے تشریف لے آئے اور ۱۳ر جون کو ایک اجلاس منعقد ہوا جسے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اور خاکسار نے خطاب کیا۔ اس اجلاس کی رپورٹ "بدر" میں شائع ہونے کے لئے بھیج دی گئی ہے۔

جمشید پور ۱۴ر کو مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف واپس پٹنہ تشریف لے گئے اور ۱۵ر کو خاکسار جمشید پور پہنچ گیا۔ محترم پراونشل امیر صاحب و مکرم عبد المجید صاحب اور سید حمید الدین احمد صاحب کے مکانات پر قیام رہا۔

جمشید پور کے دوران قیام میں بعض تربیتی امور انجام دینے کے علاوہ ۱۶ر جون کو ایک تربیتی خطبہ دیا گیا۔ اور اسی روز "اسرائیل کے حملہ کا سیاسی و مذہبی پس منظر" کے موضوع پر مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب کے مکان پر بعد نماز مغرب ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں احمدیوں کے علاوہ چند غیر احمدیوں نے بھی شرکت کی۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک خاکسار نے اس موضوع پر حاضرین سے خطاب کیا۔ بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔

۱۸ر کو بعد نماز مغرب مکرم سید حمید الدین صاحب نے احباب جماعت کو بعض نصائح فرمائیں۔ بعدہٗ خاکسار نے سورہ بنی اسرائیل کی متعدد آیات کو پیش کر کے ایک تربیتی تقریر کی اور احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں مکرم پراونشل امیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں حاضرین کو اطاعت کی اہمیت بتائی دعا پر اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ ۱۹ر کی صبح بعد نماز فجر بیت میں قرآن کریم کی آیت الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پر درس دیا۔ قرآن

موسے بنی مائینز ۱۹ر کو خاکسار موسے بنی مائینز پہنچ گیا۔ عہدیداران جماعت اور احباب سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز مغرب سورہ بنی اسرائیل پر درس دیا۔ دوست بہت محظوظ ہوئے۔

۲۰ر کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے ایک تربیتی تقریر سورۃ العصر کی روشنی میں کی۔ جس کے تحت دعا، تقویٰ، صبر و استقلال، حق پسندی اور اس کی تلقین، مالی قربانیوں کی اہمیت، اور ان سب چیزوں پر حاوی نظام خلافت کی قلبی بشاشت سے اطاعت کی اہمیت و ضرورت بتائی گئی۔ بعد دعا بخیر و خوبی اجلاس برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۱ر جون کو موسے بنی کی جماعت احمدیہ کی طرف سے وسیع پیمانہ پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا انتظام کیا گیا۔ اس اجلاس کی مفصل رپورٹ بغرض اشاعت "بدر" مرکز میں بھجوا دی گئی ہے۔ موسے بنی مائینز کی جماعت کے صدر محترم شیخ عبد المجید صاحب بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے قارئین کرام سے درخواست دعا ہے۔

تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو

(المصلح الموعود)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم نے جماعت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے۔ تو اے مردو اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا۔ خدا تعالےٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن۔ اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کر دو۔"

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

اس راہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں

(از محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

وقفِ جدید کی تحریک سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت دل پسند اور آخری تحریک ہے۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ تحریک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی تھی۔ آخر آپ نے ۱۹۵۷ء میں واضح طور پر اعلان کر دیا اور آپ نے اعلان کرتے ہوئے جماعت پر یہاں تک زور دیا کہ اس کو جماعت خاص طور پر جاری عمل بنائے اور فرمایا کہ اگر مجھے اکیلے ہی اس کام کو سرانجام دینا پڑا تو میں اس کے لئے اپنا سب کچھ لگا دوں گا۔

آپ نے فرمایا کہ:-

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دیگا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اُتارے گا۔" (الفضل ۷ رجنوری ۵۸ء)

اس سے واضح ہے کہ یہ تحریک بلحاظ اسکے کہ یہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی آخری تحریک ہے اور بلحاظ اسکے کہ آپ نے اس کی تکمیل کیلئے عہد فرمایا کتنی اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام خاص تحریکوں کی طرح یہ تحریک بھی تواتر سے ترقی پذیر ہے گو ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں کہ جتنی ہونی چاہیئے تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تحریک ابتدائی مرحلوں سے نکل کر ایسے دور میں داخل ہو چکی ہے کہ شجرِ طیبہ نے اپنی جڑیں زمین میں مضبوط کر لی ہیں اور اسکی شاخیں ہر طرف سایہ فگن معلوم ہو رہی ہیں۔

پچھلے دنوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ذمہ داری اطفال پر ڈالی تھی کہ وہ آگے آئیں اور اس کو پروان چڑھانے کی کوشش کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ اس تحریک کی جڑیں قائم ہو چکی ہیں لیکن یہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ابھی طفولیت کے دور ہی میں سے گذر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اس تحریک نے اس دور میں بھی بفضل خدا اتنا اہم کام کیا ہے کہ جس کی نظیر مشکل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ ...... میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اُتاریگا ہمارے نیچے سے آخر فرشتے تو نہیں تاہم جب اس کام کے عظیم الشان مستقبل کا تصور کیا جاتا ہے تو موجودہ کام آٹے میں نمک کے برابر بھی نظر نہیں آتا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے اپنے اعلان مورخہ ۵ رجنوری ۵۸ء میں جو الفضل ۵۸/۱ میں شائع ہوا ہے فرمایا کہ

"چندے کا معاملہ جو وقف سے بہت سستا تھا اسکے لئے ایک بھی درخواست نہیں آئی"۔

پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں تمام جماعتوں کے متعلقہ عہدیداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس بارہ میں اپنی اپنی جماعت کا جائزہ لیں اور فوری طور پر توجہ فرماویں کیونکہ نصف کے قریب سال گذر چکا ہے اور وصولی کی رفتار غیر تسلی بخش ہی نہیں تشویش کن بھی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اگر ہم اس راہ میں بھی ٹکڑے کئے جائیں اور ہمارا اخبار ہوا میں اُڑا دیا جائے پھر بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس راہ میں جن قربانیوں کی ضرورت ہے ان کا حق ادا کر دیا یہ عظیم الشان انقلاب جسکے نتیجہ میں اسلام ساری زمین پر غالب آنا مقدر ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی رونما ہوگا۔ ہمارا فرض ہے کہ اس راہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ وہ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور محض اپنے فضل سے غلبہ اسلام کی عظیم الشان بشارتوں کو پورا فرمائے تا ہم اسلام کو اپنی زندگیوں میں پورے کرۂ ارض پر